ضبط : مولانا عبدالوہاب مروت متعلم دارالعلوم حقانیہ

جامع مسجد دار العلوم میں تعلیمی سال کی افتتاحی تقریب سے

جامعہ حقانیہ کے مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کا مفصل خطاب

(شوال ۱۴۱۶ھ)

۲۳ شوال کو جامع مسجد دارالعلوم حقانیہ میں تعلیمی سال کی افتتاحی تقریب منعقد ہوئی شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد فرید مدظلہ نے درس بخاری سے آغاز فرمایا حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے طلبہ کو خوش آمدید کہا اور اس موقع پر مفصل خطاب بھی فرمایا ذیل میں وہی ٹیپ ریکارڈر سے من وعن نقل کر کے نذر قارئین ہے ۔

خطبہ مسنونہ کے بعد !

دارالعلوم حقانیہ کی تاسیس میں طلبہ کا بڑا حصہ ہے بلکہ تاسیس کے محرک طلباء ہی ہیں جو تا
کے بعد دیوبند سے رہ گئے تھے ۔ حضرت مولانا قدس سرہ العزیزؒ کا ارادہ دارالعلوم بنانے کا نہیں
اس وقت سرحد میں اس قسم کے مدارس کا رواج نہیں تھا ۔ وزیرستان ، افغانستان ، بلوچستان اور س
اور یہاں کے لوگ مدارس سے ناواقف تھے ۔ یہ چیز ہندوستان میں عام تھی ۔ حضرت مولانا کے
وگمان میں بھی نہ تھا کہ تقسیم ہند سے دیوبند واپس جانا مشکل بن جائے گا ۔ ان کا خیال تھا کہ را
کھل جائیں گے تو پھر واپس جائیں گے ۔ طلباء ان کے پاس جمع ہوئے جو دارالعلوم دیوبند میں ان
تلامذہ تھے اور ہماری اس چھوٹی سی مسجد میں درس شروع ہوا ۔ اس ارادے کے ساتھ کہ یہاں عار
قیام ہے ۔ طلباء نے عرض کیا کہ واپس جانے کی بجائے یہیں مدرسہ بنالیں گے ۔ حضرت نے فرمایا
یہاں مدرسہ بنانا آسان کام نہیں ۔ یہ نہیں ہو سکتا ۔ واپس دیوبند جائیں گے ۔ طلباء نے از خود رات
مسجد کی شہتیر پر لکھدیا " دارالعلوم حقانی " حقانیہ نہیں " حقانی " پھر حضرت مولانا محمد ادریس
کاندھلویؒ نے جو بہت بڑے محدث اور مفسر تھے ۔ انہوں نے حقانی کو حقانیہ سے بدل دیا ۔ کیونکہ

ترکیب درست نہیں تھی۔ طلباء چاک سے لکھا کرتے۔ حضرتؒ منع فرماتے لیکن تقدیر میں دارالعلوم کا قیام لکھا جاچکا تھا۔ اسست علی التقویٰ۔

دارالعلوم کی تاسیس کے وقت طلباء نے بہت ساری مشقتیں اٹھائیں۔ دارالعلوم میں نہ غسل خانے تھے نہ لیٹرین۔ نہ پانی کا مناسب بندوبست تھا، نہ بجلی کے پنکھے تھے، نہ مطبخ تھا۔ بس طلباء بےچارے گھروں سے وظیفہ اکھٹا کرتے تھے۔ اس وقت کے طلباء آج بڑے محدثین ہیں اور انہی تکالیف کا یہ صلہ ہے۔ یہ ہمارے ساتھ آج مولانا عبد الغنی صاحب موجود ہیں حضرت شیخ الحدیث کے بڑے چہیتے شاگرد تھے۔ مجھے یاد ہے ہمارے گھر کے ساتھ مسجد کے قریب ایک بوسیدہ سا مکان تھا۔ کھنڈر تھا، تنگ و تاریک کمرے۔ اس میں طلباء کا قیام تھا جن میں مولانا عبد الغنی بھی تھے۔ بہرحال دارالعلوم سے اللہ تعالیٰ کام لینا چاہتے تھے۔ اخلاص، للہیت، تقویٰ کی انتہا تھی۔ طلباء اور اساتذہ نے جو جو تکلیفیں جھیلیں ان کو دیکھ کر آج مجھے حیرت ہوتی ہے۔ ایک چھوٹی سی مسجد ہے۔ اس میں دس اساتذہ ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔ اور درس جاری ہے اللہ تعالیٰ دارالعلوم کو ان مراحل سے گزارنا چاہتے تھے تاکہ اس کے ثمرات دنیا کو پہنچائیں۔

زیز طلباء! آپ کو اللہ تعالیٰ نے علم کے لئے منتخب فرمایا ہے سب سے پہلے تو آپ پر لازم ہے کہ شکر اکریں، اللہ تعالیٰ کا کہ اللہ تعالیٰ نے لاکھوں کروڑوں انسانوں میں آپ کو اپنے دین کے سیکھنے کے ے منتخب فرمایا۔ آج دنیا مادہ پرستی میں غرق ہے۔ سکولوں اور کالجوں، یونیورسٹیوں کو جاتے ہیں کوئی ینیئر بن رہا ہے، کوئی ڈاکٹر، کوئی سائنسدان، کوئی حکمران بن رہا ہے، کوئی سیاستدان، کوئی کروڑ پتی کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔ یہ سارے علوم مادہ پرستی کے علوم ہیں۔ آپ دین سیکھنے آئے ہیں۔ پر اللہ کا جتنا شکر کریں کم ہے۔ یہ نہ سوچیں کہ ہم معاذ اللہ اللہ تعالیٰ پر احسان کررہے ہیں کہ حاصل کرتے ہیں۔ کروڑوں، لاکھوں، انسانوں میں اس فتنے کے دور میں، فساد کے دور میں جب تعالیٰ ایک آدمی کا انتخاب کرلیتا ہے تو چاہیئے کہ سر بسجود ہوکر کہے یا اللہ میں ایک گناہ گار اور کم بندہ ہوں، میں بھی دنیا کے پیچھے لگ کر ذلیل ہوسکتا تھا۔ دوکانداری کرتا، افسر بن جاتا، حکمران جاتا، تو کیا ہوتا؟

اگر ساری دنیا کا بادشاہ بن جاتے تو کیا ہوتا۔ فرعون کا قائم مقام ہوتا۔ کروڑوں روپے جمع کرتے تو قارون کا قائم مقام ہوتا اور ساری دنیا کا حکمران بن جاتے تو کلنٹن اور یلسن کے قائم مقام بن سب کو خوف ہر وقت لگا رہتا ہے، اچانک تخت سے تختہ پر چلا جاتا ہے، آپ کو اللہ تعالیٰ نے

علم کے لئے چن لیا. علم کتنی بڑی چیز ہے .

بھائیو! علم اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی صفت ہے . علم کا مظہر اتم اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق خاص انسان کو بنایا ہے . یہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے ایسی صفت دی ہے جو باقی حیوانات کو نہیں دی . انسان اگر اشرف المخلوقات ہے تو علم کی وجہ سے ہے ، وعلم آدم الاسماء کلها . علم اگر نہ ہوتا تو بھیڑ بکریاں ، گائے ، بھینس بلی اور کتے کی طرح انسان بھی ایک حیوان ہوتا . علم کو اللہ تعالیٰ نے ذریعہ امتیاز قرار دیا . اقراء باسم ربک الذی خلق . یہاں رب کا ذکر ہے کہ رب کا نام لے جس نے پیدا کیا لیکن اقرا و ربک الاکرم الذی علم باالقلم . جب علم کا ذکر آیا تو فرمایا کہ میں رب ہوں ، اکرمیت والا ہوں . بہت بڑی صفت ہے . ربوبیت خلق کا تقاضا تھا اور اکرمیت علم کا ذریعہ بنا . تعلیم انسان کو دی کہ تو اگر اشرف المخلوقات ہے تو علم کی وجہ سے ہے . وہ دنیاوی علوم جو ہیں تو وہ سارے فنون ہیں وہی مزدور ہی موچی ، وہی درزی ہے ، نام بدل دیئے گئے ، انجینئر وغیرہ رکھدیا ہے . چیز وہی ہے خود کو انجینئر کہتے ہیں ، سائنسدان کہتے ہیں . چیز وہی ہے ، وہ علم نہیں ہے ، علم تو وہ ہے کہ جس کے ذریعہ سے انسان کو اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو . ذات کی معرفت ، کائنات کی معرفت اور تخلیق کا مقصد یہ ہے کہ اللہ کی معرفت حاصل ہو اور علم صرف وہ ہے جس کے لئے آج یہاں آپ جمع ہوئے ہیں . جو وحی سے حاصل ہوتا ہے . قرآن و حدیث سے حاصل ہوتا ہے . العلماء ورثة الانبیاء ، حضورؐ فرماتے ہیں کہ آپ انبیاء کے وارث ہیں . وہ امانت الٰہی جس کے متعلق قرآن میں آتا ہے . انا عرضنا الامانة علی السموات والارض والجبال فابین ان یحملنها واشفقن منها وحملها الانسان . وہ امانت یہی علم ہے . تمام کائنات نے اس سے انکار کیا . عرش و فرش کوہ و جبل سب نے انکار کیا . و حملها الانسان ، انسان نے اس کو اٹھایا میری رائے میں اس انسان سے صرف اہل علم مراد ہیں . طالب علم مراد ہیں . اصل انسان وہ ہے جس کے پاس علم ہو . ان بڑی بڑی یونیورسٹیوں کے فضلاء جو اپنی حقیقت تک سے بے خبر ہیں . حلال و حرام کی تمیز نہیں کرسکتے . یہ تو انسان نہیں یہ تو انعام ہیں . انسان تو یہ ہیں ، علماء جنہوں نے اس امانت وحی کو اٹھایا . اب ان انسانوں کو جن کو اللہ تعالیٰ نے منتخب فرمایا ہے . ان کو کیا کچھ عطا فرمائیں گے . وان تعدو نعمت اللہ لا تحصو ها . اب اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہیں تو نہیں کرسکیں گے .

امام غزالیؒ فرماتے ہیں ، ساری کائنات میں یا تو نعمتیں ہیں یا منعم علیہ ہیں یا منعم ہے . ان تمام نعمتوں میں اگر کوئی نعمت بنتی ہے یا نعمت کامل بنتی ہے تو صرف علم کی وجہ سے . آپ خود کو کمزور نہ

سمجھیں، حقیر نہ جانیں۔ حقارت محسوس نہ کریں، احساس کمتری کا شکار نہ ہوں کہ ہم تو بہت کمزور ہیں، دنیا کی شان و شوکت ہمارے پاس نہیں ہے، یہ ناشکری ہے اور اس عظیم نعمت کی ناقدری ہے

بر خود نظر کشا دز تہی دامنی مرنج

در سینہ تو ماہ تمام نہادہ اند

یہ بڑے بڑے دنیادار اور حکمران چاہے یلسن ہو چاہے کلنٹن، پاکستان کا نواز شریف ہو یا بے نظیر یہ تو تمہاری گرد کے برابر بھی نہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات پر فضیلت دی ہے۔ اس کی ناقدری نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وراثت نبوی کے منصب پر فائز کیا ہے۔ حضور اکرمؐ فرماتے ہیں کہ فرشتے طالب علم کے لئے پر بچھاتے ہیں کہ یہ علم حاصل کرنے حقانیہ جارہا ہے۔ آپ کوئٹہ سے چمن سے، وزیرستان، افغانستان، تاجکستان، داغستان سے یہاں پہنچے ہیں۔ فرشتوں کے پروں پر سے گزر کر یہاں پہنچے ہیں۔ جب طالب علم، علم کے راستے پر چلتا ہے تو حدیث میں آتا ہے اللہ تعالیٰ جنت کا راستہ آسان فرمادیتے ہیں۔ آپ نے شکریہ ادا کرنا ہے، عاجزی کرنی ہے، رونا گڑگڑانا ہے۔ تکبر نہیں کرنا، علم خدا کی صفت ہے جسمیں یہ صفت آجائے تو اس میں عالی صفات کا وجود ضروری ہے۔ ہمارے مولانا رحمۃ اللہ فرماتے تھے کہ ایک آئینہ ہے اس کو سورج کے سامنے رکھیں تو اس میں سورج کی صفات آئیں گی، وہ روشنی بھی دیتا ہے جب یہ آئینہ سورج کا مظہر بن جاتا ہے۔ تصریف بھی آجاتی ہے حرارت بھی آجاتی ہے سورج کو دیکھیں تو آنکھیں چندھیا جاتی ہے۔ وہ آئینہ بھی صرف نظر کرتا ہے۔ اب اگر آپ میں تکبر ہے، انانیت ہے، فرعونیت ہے تو پھر تو وہ صفات نہ آئیں گی جو اللہ کی صفات ہیں۔ خود کو علم کا مظہر اتم بنالیں۔ کردار میں، گفتار میں، نشست و برخاست، ہر چیز میں سنت رسولؐ کا اتباع کریں گے، عاجزی اختیار کرنی ہے۔ آپ کا مقام بہت بلند اور عالی ہے۔ طالب علم کا مقام مجاھد سے بھی برتر ہے۔ علماء نے اس مسئلہ پر بحث کی ہے کہ کون افضل ہے۔ مجاہدین یا طالب علم۔ امام مالکؒ اور ابو حنیفہؒ وغیرہ نے بھی اس مسئلہ پر بحث کی ہے کہ کون افضل ہے۔ ان دونوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ طالب علم کا مقام مجاہد سے بھی افضل ہے۔ جہاد بہت بڑا عمل ہے کوئی عمل اس کے برابر نہیں۔ مجاہدین کا چلنا پھرنا، کھانا پینا، بول و براز سب کچھ عبادت ہے۔ لیکن اس کے باوجود ایک طالب علم جو دین سیکھنے کے لئے اپنے گھر سے نکلتا ہے تو اسکا مقام و مرتبہ اس مجاہد سے بھی اونچا ہے کیونکہ اگر جہاد قائم ہے تو ان علوم کی برکت ہے۔ یہ قرآن و حدیث اس میں جہاد کے مباحث کتاب المغازی وغیرہ نہ ہوتے تو جہاد کا جذبہ، ولولہ اور عمل کیونکر ثابت ہوتا۔ ان سب کا ذریعہ یہی علم ہے۔ علم ہی ہے جو یہ بتاتا ہے کہ جہاد کن صورتوں میں فرض عین ہوجاتا ہے، کن صورتوں

ہیں واجب و مستحب بن جاتا ہے ۔ یہ الگ بات ہے کہ کبھی حالات اس قسم کے بن جاتے ہیں کہ نفیر عام کی صورت پیدا ہوجاتی ہے اور پھر مرد و زن سب کے لئے نکلنا واجب ہوجاتا ہے اور اس وقت سب سے بڑا عمل یہی جہاد کا ہوتا ہے ۔ ورنہ عام حالات میں طالب علم کا مقام بہت بلند ہے ۔ آپ کا دوران طالب علمی ، ہر عمل اللہ تعالیٰ عبادت میں شمار کرتے ہیں ۔ اس علم ہی کی بدولت اسلام کی شان و شوکت قائم ہے ۔ جہاد افغانستان کی برکت سے ۔ امریکہ کو اور ساری دنیا کو معلوم ہوگیا ہے کہ جہاد ایک بہت بڑی قوت ہے ۔ انہیں یہ بھی معلوم ہوگیا ہے کہ جہاد کے سرچشمے کیا ہیں ۔ انگریز کو یہ معلوم نہیں تھا ۔ ان کی نظر مدارس پر نہیں پڑی تھی ۔ ہمارے اکابر مسجدوں میں اور درختوں کے نیچے بیٹھ گئے اور درس شروع کیا ۔ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ وغیرہ اکابرین نے مدرسے قائم کیئے ۔ ہمارے اکابرین کی بڑی گہری نظر تھی ۔ امریکہ و یورپ دوسو سال بعد اس بات کو سمجھ گئے کہ ہماری بربادی اور تباہی کی اصل بنیاد کیا تھی ۔ ہمارے اکابرین سمجھ گئے کہ اب بزور تلوار انگریز کا مقابلہ مشکل ہے ۔ تو انہوں نے دفاعی انداز اختیار کیا ۔ قرآن و حدیث کا درس شروع کیا ۔ مدارس قائم کیئے کہ دین محفوظ ہوجائے ۔ جب دین محفوظ ہوگیا تو پھر سب کچھ آسان ہے ۔ جہاد بھی آسان ہوگا ۔ اور نفاذ شریعت بھی ۔ ان مدارس سے فضلاء نکلے اور سو ڈیڑھ سو سال میں انگریز سے ہندوستان آزاد کرالیا ۔ امریکہ کو یہ بات معلوم ہوگئی ہے کہ روس کیونکر تہس نہس ہوگیا ۔ ٹینک ، توپ اور ہوائی جہاز وغیرہ کچھ کام نہ آئے ۔ ایٹم بموں کے ذخائر دھرے کے دھرے رہ گئے ۔

طالب علم نکلے اکوڑہ سے کوئٹہ سے ، چمن سے اور خالی ہاتھ روس کا مقابلہ کیا ۔ اور برکت جہاد سے روس کے ٹکڑے ٹکڑے کردیئے ۔ سینکڑوں طلباء جو آج سابقہ روس کے مختلف علاقوں سے آکر دارالعلوم میں دین سیکھنے آئے ہوئے ہیں ۔ چیچنیا میں جو آج سروں پہ کفن باندھ کر ماسکو کا مقابلہ کررہے ہیں ۔ تو یہ کیا چیز ہے ، یہی علم ہی تو ہے جس نے جذبہ شہادت اور جذبہ جہاد کو ابھارا ہے ۔ آج امریکہ کہتا ہے کہ یہ دینی مدرسہ ہمارا سب سے بڑا دشمن ہے ۔ ان کو خوب معلوم ہوگیا ہے ۔ تجزیہ کیا ہے ، تحقیقات کی ہوئی ہیں کہ جب تک یہ طالب و ملا رہے گا اور یہ مدرسہ رہے گا تو جہاد بھی ہوگا اور جب تک جہاد ہوگا ، دنیا پر ہمارا قبضہ نہیں ہوسکتا ۔ تو اگر طالب علم باقی نہ رہے گا تو جہاد کہاں ہوگا ؟ بوسنیا ، مصر ، الجزائر اور فلسطین میں جہاد کیوں کر ہوتا ۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اسلام کی شان و شوکت جو ہے وہ جہاد ہے ۔ اور جہاد کی بنیاد ہی طالب علمی ہے ۔ آپ کے آگے بہت بڑا چیلنج ہے ۔ آپکا مقابلہ روس اور امریکہ جیسی قوتوں کے ساتھ ہے ۔ ہندوؤں اور یہودیوں کے ساتھ ہے ۔

ان کو یہ نواز شریف، بے نظیر، حسنی مبارک وغیرہ دشمن نظر نہیں آتے. وہ سمجھتے ہیں کہ جس میں دین کا علم نہیں وہ ہمارے غلام ہیں اور یہ حکمران تو ان کے غلام ہیں اور ان کے ہاتھوں میں کٹھ پتلیاں ہیں. یہ ملک و ملت کو بیچنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں. امریکہ سمجھتا ہے کہ یہ خوار و زار طالب علم جو حقانیہ میں بیٹھا ہوا ہے، یہ میری غلامی قبول نہیں کرتا. اسکو میرا غلام بننا گوارا نہیں. یہی ہمارا دشمن نمبر ایک ہے. طالب علم اور مدرسہ کے ساتھ ان کا اعلان جنگ ہے. یہ اعلان جنگ پہلے اتنا کھل کر نہیں ہوا تھا. اب وہ کہہ رہے ہیں کہ ملا اور طالب علم کو ختم کردو، یہ داڑھیاں، یہ پگڑیاں ہمارے لئے خطرناک ہیں یہ مدارس ہمارے خلاف فوجی چھاؤنیاں ہیں. تو واقعی یہ مدرسہ چھاؤنیاں ہیں اور پورے کفر کے خلاف آپ کی تربیت کرتی ہیں، آپ کو تیار کرتی ہیں. ایک معمولی دشمن کے لئے ایک فوجی کتنی تیاری کرتا ہے اور آپکا مقابلہ تو مادی اعتبار سے دنیا کی سب سے بڑی قوتوں کے ساتھ ہے. آپ نے دن رات تیاری کرنی ہے. خود سے ہر ایک نے ایٹم بم بننا ہے. آپ اللہ کے دین کے سپاہی، دنیا کے مظلوم اقوام کی نظریں آپ پر لگی ہوئی ہیں. ایک ایک منٹ ایک ایک لمحہ آپ کا قیمتی ہے، فضول گپ شپ میں وقت ضائع کرنے کے متحمل آپ نہیں ہوسکتے. طالب علم کا وقت بہت ہی قیمتی ہے، ایک ایک منٹ آپکا سال سے زیادہ قیمتی ہے. اب تو آپ فارغ ہیں، پھر یہ فراغت نہیں رہے گی دنیا کی ساری ذمہ داریاں آپ کے کندھوں پر ہونگی آپ کے ضائع شدہ وقت کی تلافی نہیں ہوسکتی.

حضرت قتادہؒ روتے تھے کہ قضائے حاجت اور کھانے پینے پر وقت کیوں ضائع ہوتا ہے. حضرت امام ابو یوسفؒ کا آخری وقت تھا، نزع کی کیفیت تھی لیکن اس حال میں بھی دین کا ایک مسئلہ زیر بحث تھا، ساتھیوں نے کہا کہ تکلیف میں کیوں پڑتے ہیں، ساری عمر لاکھوں مسائل کا استخراج کیا ہے اب یہ وقت تو ایسا نہیں کہ آپ اس میں بھی علمی مسائل بیان کررہے ہیں. آپ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ اس مسئلہ کی پوری تنقیح ہوجائے. اسی اثنا میں نماز کا وقت آیا، عیادت کرنے والے مسجد کی طرف نماز کے لئے چلے. پیچھے سے عورتوں کے رونے کی آواز بلند ہوئی. سمجھ گئے کہ امام وقت کا وصال ہوگیا تو یہ حال تھا ائمہ کرام کا. آپ دور دور سے حدیث سننے آئے ہیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کسی کام میں مصروف ہوں اور یہاں درس جاری ہو. علماء کرام ایک ایک حدیث کے لئے کس قدر مشقت اٹھاتے تھے. آپ کے لئے تمام ذخیرہ حدیث یک جا جمع ہے. صحابہ کرامؓ، حضور اقدسؐ کی خدمت میں حاضر رہ کر سیکھتے تھے. جب ان کو معلوم ہوجاتا کہ فلاں شخص کے پاس ایک حدیث ہے جو ہم نے خود حضورؐ سے نہیں سنی، تو سفر شروع کردیتے تھے اور اس ایک حدیث کے سننے کے لئے اس شخص کے

پاس جاتے حضرت جابرؓ ، حضرت انسؓ کے برابر ایک صحابی ہیں۔ ان کو معلوم ہوجاتا ہے کہ شام میں حضرت عبد اللہ ابن انیسؓ ایک صحابی رسولؐ ہیں، ان کے پاس ایک حدیث ہے، یہ حدیث حضرت عبد اللہ ابن جابرؓ کو معلوم ہے لیکن انہوں نے حضورؐ سے خود نہیں سنی ہے اور حضرت عبد اللہ ابن انیسؓ نے خود سنی ہے تو اس ایک حدیث کی سند متصل کرنے کے لئے وہ مدینہ سے دمشق تک کا سفر کرتے ہیں تو سند کا اتصال ضروری ہے۔ یہ نہیں کہ حضرت مفتی محمد فرید صاحب درس کے آخر میں دعا کرتے ہیں، آپ صرف اس دعا میں شرکت کریں۔ آپ ایسا کریں گے تو کام نہیں بنے گا۔ کتنی حدیثیں بے سند آپ سے چلی جائینگی۔ علماء کرام نے ایک ایک حدیث کے پیچھے کس قدر مشقتیں برداشت کی ہیں، کس قدر اسفار کئے ہیں۔ آپ اندازہ نہیں لگاسکتے۔ آج جو احادیث کے ذخائر مجتمع شکل میں کتابوں کی صورۃ میں ہمارے سامنے موجود ہیں۔ ان کے جمع کرنے پر کسی قدر محنت ہوئی ہے۔ آپ اپنے ضائع شدہ وقت کی تلافی پھر نہیں کرسکیں گے۔ اوقات کی قضا ممکن نہیں۔ دیکھیں ایک تو اللہ کے حقوق ہیں اور ایک اوقات کے اپنے حقوق ہیں۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ حقوق اللہ ضائع ہوگئے تو ان کی تلافی اور قضا ممکن ہے۔ نماز مثلاً اللہ تعالی کا حق ہے۔ اگر کسی عذر کی وجہ سے قضاء ہوگئی تو دوسرے وقت پڑھ لیں گے۔ اسی طرح روزہ کی قضا ہے جو اس سال رہ گیا تو دوسرے سال رکھ لیں گے۔ حقوق اللہ فی الاوقات کی قضاء ممکن ہے، لیکن جو وقت چلا گیا اس کی قضاء ممکن نہیں، کسی بھی قیمت پر ممکن نہیں۔ علم جو ہے وہ تکالیف کے ساتھ حاصل ہوتا ہے۔ حصول علم کے دوران تکالیف آئیں گی۔ امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں العلم عز لاذل فیہ یحصل بذل لا عز فیہ، یعنی علم بہت بڑی عزت ہے اس میں زلت نہیں۔ والذین اوتو العلم درجات، لیکن حاصل ہوگا ذلت اٹھاکر جسمیں عزت نہ ہوگی۔ اصحاب صفہ کیا تھے۔ ان کی حالت کا اندازہ تو لگائیں۔ آپ کی طرح طلباء تھے اللہ چاہتے تو دنیا کے خزانوں کا انبار ان کے آگے لگا دیتے لیکن وہ کیا کیا تکلیفیں اٹھارہے تھے۔ بھوک تھی، پیاس تھی۔ حضرت ابو ہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ ہم بھوک کی وجہ سے بےہوش ہوجاتے۔ اور لوگ ہماری گردنوں پر پیر رکھتے تھے کہ ان کو جنون ہوگیا ہے۔ دیوانے ہوگئے ہیں۔ و ما ھوالا الجوع اور یہ جنون نہیں تھا بلکہ بھوک کی وجہ سے ہم نڈھال ہوکر بےہوش ہوجاتے تھے۔ اصحاب صفہ اسلام کے اولین طالب علم ہیں حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں سبق پڑھتا تھا جب بھوک زیادہ لگ جاتی تو چلا جاتا۔ ایک یہودی کے باغ میں جاکر مزدوری طلب کرتا وہ یہودی کچھ کام دیے دیتے۔ فرماتے ہیں میں پانی نکالتا جب ایک مٹھی کھجور جمع ہوجاتیں تو مزدوری ختم کرکے واپس مسجد نبوی آجاتا کہ بس یہ کھجور میری بھوک ختم کرنے کے

لئے کافی ہیں۔

تو میرے بھائیو! ان تکالیف کے لئے خود کو تیار کرلو۔ ہمارے امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ ان کو جو یہ مقام ملا ہے تو یہ ایسے نہیں مل گیا۔ بہت تکالیف اٹھائی ہیں، انہوں نے۔ امام بخاریؒ سے سبق میں کبھی ناغہ نہیں ہوتا تھا۔ ایک دن درس میں حاضر نہ ہوسکے، ساتھی پریشان ہوگئے کہ کیا بات ہوگئی ہے، چلے دروازہ کھٹکھٹایا، وہ دروازہ نہیں کھول رہے تھے، ساتھی مزید پریشان ہوئے کہ یہ کیا بات ہے، آپ نے اندر سے آواز لگائی کہ براہ خدا مجھے شرمندہ نہ کریں، بہت مجبور ہوئے تو کہا میرا صرف یہی کپڑوں کا ایک جوڑا ہے جوکہ بہت میلے ہوگئے تھے، میں چاہتا ہوں کہ ان کو دھولوں تو میں خود کو گھر میں بند کرکے یہ کپڑے دھورہا ہوں اور انکے خشک ہونے کا انتظار کررہا ہوں کہ جب خشک ہوجائیں تو پہن لوں گا۔ حضرت امام مالکؒ اپنے گھر کی ایک ایک شہتیر نکال کر بیچتے تھے اور اس پر گزارہ کرتے تھے۔ ہمارے اکابرین دیوبند جن کے ہم سب شاگرد ہیں۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ یہ دہلی میں رات کو بازار چلے جاتے تھے اور سبزی کے دوکاندار کے آس پاس سے اس سبزی میں سے جن کو دوکاندار خراب سمجھ کر پھینک دیتے تھے تو اس سبزی میں سے کچھ ٹماٹر وغیرہ جمع کرکے استعمال کرتے تھے۔ بجلی نہیں تھی، تیل کے پیسے نہیں تھے، دہلی میں جابجا حکومت نے گلیوں میں جو روشنی کا انتظام کیا ہوتا تو اس کے قریب بیٹھ کر مطالعہ کرتے تھے۔ ہمارے والد محترم ہمیشہ یہ بات کرتے تھے کہ میں دارالعلوم دیوبند پڑھنے کے لئے گیا تو وہاں روٹی کا انتظام نہیں تھا تو ایک طالب علم تھا غزنی کا، اس نے کہا کہ آپ واپس نہ جائیں، یہیں پڑھیں میں ایک وقت کی روٹی آپ کو دیا کروں گا، تو حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ اس طالب علم کے لئے دعائیں کیا کرتے تھے کہ یہ سب صدقہ جاریہ اس گمنام طالب علم کا ہے۔ پہلے دارالعلوم میں اس قسم کی سہولتیں نہیں تھیں، اب تو الحمدللہ بڑی فراخی ہے۔ آپ اپنے بڑوں سے پوچھ لیں۔ یہ حضرت مولانا عبد الغنی صاحب موجود ہیں، ان سے پوچھ لیں، انہوں نے کس قدر مشقت اور محنت سے یہاں علم حاصل کیا ہے۔ یہ غسل خانے، پانی کا یہ انتظام نہیں تھا۔ پانی نہیں تھا اور بجلی کے پنکھے نہ تھے۔ دارالعلوم میں اب تو الحمدللہ کافی آرام و راحت ہے۔ اب زمانہ بدل گیا ہے۔ ہمیں احساس ہے، لیکن اب بھی دارالعلوم مشکلات میں ہے۔ مالی لحاظ سے شدید بحران ہے۔ یہ جو تعمیرات کا سلسلہ جاری ہے، تو یہ دارالعلوم کے چندوں سے نہیں چل سکتا۔ یہ میں نے خود ایک طریقہ کار بنایا ہوا ہے۔ سینٹ اور قومی اسمبلی کے ہر ممبر کو ترقیاتی سکیموں کے لئے مخصوص فنڈز ملتے ہیں۔ تو میں نے اپنے فنڈز یہاں دارالعلوم میں تعمیرات پر لگا

دیئے ہیں، کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ رقم بجائے سڑکوں اور ندی نالوں کی تعمیر پر یہاں لگے تو بہتر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمانوں کی فلاح کے کام آئے تو بہتر ہے۔ اور اب تو حکومت اس میں بھی رکاوٹیں پیدا کررہی ہے۔ اصل میں دارالعلوم کا کاروبار اللہ کے فضل اور مخیر حضرات کے عطیات اور زکوٰۃ اور تعاون پر چل رہا ہے۔ کسی بھی حکومت کی کوئی امداد دارالعلوم کے ساتھ نہیں ہے۔

اب تو طلباء کی تعداد بھی بہت بڑھ گئی ہے اور مہنگائی کا حال تو آپ کو معلوم ہے۔ میرا دل نہیں چاہتا کہ طلباء اس قدر دور دور سے آئیں اور یہاں داخلہ سے محروم رہیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ پر اعتماد ہے وہ ضرور ہماری مشکلیں آساں فرمائیں گے۔ اب تاجکستان، چیچنیا وغیرہ سے طالب علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سیکھنے آتے ہیں۔ ہم اب کیسے ان کو واپس کریں۔ دل نہیں چاہتا کہ کوئی طالب علم بغیر داخلہ کے واپس جائے لیکن کیا کریں دارالعلوم انتہائی مشکلات میں ہے، پہلے اگر ایک ہزار لگتے تو اب دس ہزار میں بھی کام نہیں چلتا۔ ہمارا ارادہ تھا کہ اس دفعہ داخلہ بہت محدود رکھیں گے لیکن پھر بھی گنجائش سے بہت زیادہ طلباء کو داخل کیا۔ اور جن طلباء کو داخلہ نہ مل سکا تو وہ ناراض نہ ہوں۔ میں آپ سے معافی چاہتا ہوں اور معذرت کرتا ہوں۔ بہت مجبوری کی بناء پر ہم نے داخلہ بند کردیا ہے۔ کیونکہ ہمارے پاس وسائل بہت محدود ہیں۔ میری تو خواہش ہوتی ہے کہ ہر طالب علم کو علیحدہ علیحدہ کمرہ ملے۔ لیکن ایسا تو مشکل ہے۔ آپ کو ایثار سے کام لینا ہے۔ ۳ کی بجائے ۴ ایک کمرہ میں گزارہ کرلیں۔ طعام الواحد یکفی للاثنین و طعام الاثنین یکفی الاربعة۔ دو طالب علم گزارہ کریں تو دو طلباء کو جگہ دے سکتے ہیں۔ اس طالب علم کے علم کا ثواب آپ کو ملے گا۔ وہ صدقہ جاریہ ہوگا آپ کے لئے اور ایک بات یہ کہ دارالعلوم کا مفاد پیش نظر رکھیں۔ بجلی کی بہت بڑی مصیبت بنی ہوئی ہے۔ ان ایجنٹوں نے ملک کو امریکہ کے ہاتھ فروخت کردیا ہے۔ تمام وسائل سود کی شکل میں امریکہ پہنچ رہے ہیں۔ اس دفعہ دارالعلوم کی بجلی کا بل ۸۰ ہزار روپے آیا ہے۔ پچھلے سال ۸۰ ہزار سے زائد آیا تھا۔ یہ حال ہے بھائیو! دارالعلوم ملت کی امانت ہے جسکی حفاظت سب کی ذمہ داری ہے۔

ایک صحابی شہید ہوئے صحابہ نے فرمایا کہ مبارک ہو مبارک ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو تو میں جہنم میں دیکھ رہا ہوں۔ اس نے مال غنیمت سے ایک رومال اٹھایا تھا شیطان آدمی کو فتوے دیتا ہے اور تاویلوں کے انبار لگا دیتا ہے۔ اس کو تلبیس ابلیس کہتے ہیں۔ علامہ ابن جوزیؒ نے مستقل کتاب لکھی ہے۔ اس کے اوپر تو جس چیز کی مدرسہ کی طرف سے اجازت ہے اس کا استعمال آپ کے لئے جائز ہے۔ اسی طرح دارالعلوم کی ہر چیز کا خاص خیال رکھیں یہ سب آپ

کا مشترکہ گھر ہے۔ جابجا گندگی نہ ڈالیں۔ اسی طرح دیواروں کے اوپر لکھائی وغیرہ مت کریں۔ اس بات کا اپنے اپنے احاطوں میں خود اہتمام کرلیں، کوڑا کرکٹ وغیرہ بے جا نہ پھینکیں۔ آپ نے خود اس بات کا خیال رکھنا ہے۔ اب دارالعلوم کے لئے تو دو ہزار طلباء کے لئے صفائی کا انتظام مشکل ہے۔ اپنے اپنے کمروں اور احاطوں کی صفائی کریں۔ یہاں ہر قسم کے لوگ آتے ہیں دور دور سے باہر ملکوں کے لوگ یہاں آتے ہیں وہ آپ کو اور آپ کے اخلاق کا معائنہ کرتے ہیں۔ پچھلے دنوں ہالینڈ سے لوگ آئے تھے۔ وہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ یہ کیسے لوگ ہیں جو دنیا میں انقلاب لا رہے ہیں۔

جب وہ آپ کی بے ترتیبی دیکھیں گے تو بہت زیادہ بدظن ہونگے۔ اپنے کپڑے صاف ستھرا رکھیں۔ صفائی ایمان کا حصہ ہے، حدیث پڑھنے آتے ہیں تو گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوتے ہیں اور اس مجلس کے آداب کا خیال نہیں رکھیں گے تو آپ سوچیں ہوگا کیا؟ خوشبو لگا کر بیٹھیں۔ حضرت امام بخاریؒ ایک ایک حدیث کے لئے غسل کیا کرتے تھے۔ امام مالکؒ ایک ایک حدیث کے لئے کس قدر اہتمام کرتے تھے۔ کتابوں کا بھی مسئلہ ہے۔ بعض طلباء سال کے آخر میں بے احتیاطی کرتے ہیں پچھلے سال شعبان میں ہم نے حساب لگایا تو دو سو طلباء ایسے تھے جنہوں نے سال کے آخر میں کتابیں داخل نہیں کی تھیں۔ اصل مدارس میں کتابوں کی قیمت ضمانت میں رکھے ہیں۔ ہزار بارہ سو روپیہ مجھے بھی بعض ساتھی یہ مشورہ دے رہے تھے کہ ایسا کریں لیکن ہمیں احساس ہے کہ آپ میں سے اکثریت غریب طلباء کی ہے تو ہم نے اس سے صرف نظر کیا مگر آپ کو تو اپنی ذمہ داری کا خیال کرنا ہوگا۔

باقی انشاء اللہ آپکے اساتذہ وقتاً فوقتاً آپ کو ہدایات دیتے رہنگے چونکہ وقت کم ہے۔ اس لئے دعا کریں کہ اللہ کریم ہم سب کو دین پر قائم رہنے اور علم دین کی خدمت کی توفیق دے، آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

خط وکتابت کرتے وقت
خریداری نمبر اور پتہ صاف صاف
لکھا کریں